رموزِ معرفت
معروف بہ
کلیدِ حقیقت

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

الحمد للہ

کہ رسالہ راہ نمائے شریعت و پردہ کشائے طریقت مسمّی بہ

رموز معرفت

معروف بہ

کلید حقیقت

از ملفوظات مولانا و مرشدنا حضرت شاہ شیخ علی حسن نقشبندی مجددی حبیبی آروی قدس سرہ

بفرمایش

خادمان محمد اسمٰعیل حبیب پوری و وصی احمد گیاوی

قیمت ۱۰

باہتمام ڈاکٹر محمد سرفراز علیخان (ایل ایچ سی پی) منیجر مطبع ہذا

[illegible]

بار اول

۲۶ شوال روز جمعہ سنہ ۱۳۲۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵

حامداً و مصلیاً و مسلماً ۵

اما بعد خادم الفقرا مسکین محمد نصیر الدین عرض کرتا ہے کہ یہ چند رموز حقیقت ہین جنکو حامی شریعت ہادی طریقت پدر بزرگوار حضرت شاہ علی حسن نقشبندی مجددی حبیبی نور اللہ مرقدہ نے وقتاً فوقتاً اپنے علم وہبی اور الہام غیبی سے ارشاد فرمایا تھا۔ اور بعض عقیدتمندنی اونکو اپنے طور پر قلم بند کر کے خدمت عالی مین پیش کیا تھا۔ آپ اوسکو دیکھکر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ اس مین بعض بعض نقص ہے جسکے اصلاح کی ضرورت ہے۔ اسکے علاوہ چند اور مضامین ہین جنکو انشاءاللہ مین بیان کرونگا۔ کاش اوس وقت رسالہ کی صورت مین اگر مرتب ہوجاتا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے طالبون کو فائدہ پہونچاے۔ اون کے اعتقاد کو پختہ اور راسخ کرے۔

اس مژدہ روح افزا سے مسترشدون کی خواہش اور زیادہ ہوگئی اور ہمہ تن چشم ہو کر اس رسالہ کی زیارت کیلئے متمنی تھے مگر افسوس کہ وقت نے مساعدت نہ کی اور اوسی سال[1] کے اندر نوید پیام اجل کو لبیک فرماتے ہوئے وصال محبوب حقیقی سے فائز المرام ہو گئے۔ اور یہ تحریر اوسی حالت پر ناتمام اور ناقص رہ گئی۔ اور تمام امیدون پر پانی پھر گیا ۵

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ۔ روئے گل سیر ندیدم و بہار آخر شد

اب وہ نور بصیرت کسکو جو ان مضامین کو روشن کرے اور وہ کان معرفت کہان جس سے ایسے جواہر ریز نکلین۔ ادھر یہ معذوری اور ادھر طالبون کا طلب اصرار۔ چار و ناچار ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ پر عمل کر کے اوسی غیر مکمل حالت مین باضافہ آداب المریدین و شجرہ طبع کرایا جاتا ہے تاکہ شائقین کے دلکو قدرے سکون ہو اور اپنے مرشد کے کلام کو سنکر اور پڑھکر روح کو تازہ کرین

۵ چونکہ گل رفت و گلستان شد خراب ۔ بوے گل را از کہ جوئیم از گلاب ۔

اللہ تعالیٰ ہم لوگون کو اپنے خاص بندون کی ہدایتون پر عمل کرنیکی توفیق بخشے اور ہمارے دلون کو نور معرفت سے منور فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

[1] قبل از جمعہ تاریخ ۲۸ ماہ صفر المظفر ۱۳۳۶ھ کو باقی پور محلہ مراد پور مین وصال ہوا اور اسٹیشن کے قریب قبرستان پیر منہاری مین مدفون ہوئے (طاب ثراہ) مادہ تاریخ۔ نور علی حسن خدا جنت [illegible] ۱۳۳۶ھ

فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ

اے لوگو تم مجھکو یاد کرو۔ مین تمکو یاد کرونگا۔

حضور نے فرمایا۔ اس آیت مین جناب باری عزاسمہ کا ارشاد ہوتا ہے کہ اے لوگو تم میرا ذکر کرو۔ مجھے یاد کرو۔ مین بھی تم کو یاد کرونگا۔ اللہ اللہ کیا فضیلت ہے خدا کے ذکر کی اور کیا شان ہے اوس کی یاد کی کہ خود حضرت باری عزاسمہ اپنی یاد کرنے والون کو یاد فرماتے ہین۔ اور اپنے ناچیز بندون کو اپنے ذکر کے شرف سے عزت بخشتے ہین۔

حدیث صحیح مین وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ اگر آدمی مجھے اپنے دل مین یاد کرتا ہے تو مین بھی اوسکو اپنے دل مین یاد کرتا ہون۔ اور اگر مجھکو کسی مجمع مین یاد کرتا ہے تو مین بھی اوسکو ملائکہ مقربین وارواح انبیا و اولیاء کے مجمع مین یاد کرتا ہون جو اون کے مجمع سے بدرجہا بہتر اور اعلیٰ ہے۔ اگر کوئی میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو مین اوس کی طرف ایک گز بڑھتا ہون اور اگر میری طرف قدم بقدم آتا ہے تو مین اوس کی طرف دوڑتا ہوا آتا ہون۔ طبرانی نے نقل کیا ہے کہ حضور بیان فرما رہے تھے کہ تجلی الٰہی کے داہین جانب ایک گروہ نور کے منبر پر بیٹھی ہوگی جو انبیا اور شہدا مین سے نہین ہین اور اون پر انبیاء اور شہدا رشک کرینگے صحابہ رضی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہونگے؟ آپنے فرمایا کہ وہ ایک فرقہ کے لوگ نہین ہین بلکہ مختلف گروہ اور مختلف مقام کے لوگ ہین جو محض خدا کے لئے باہم دوست ہوئے ہین اور خدا کے ذکر کے لیے جمع ہوئے ہین اس کے علاوہ بہت سی حدیثون سے تنہا اور مجمع مین ذکر کرنے والون کے بڑے بڑے فضائل ثابت ہین۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندون کو جابجا قرآن پاک مین مخاطب فرماکر ذکر کی تاکید فرماتے ہین۔ تاکہ اپنے بندون کو اس کے فضائل سے مالامال فرماوین اور اون کو اپنے قرب حضوری کا شرف بخشین۔ پس اے غافلو! دوڑو خدا کی اس نعمت کبریٰ کو حاصل کرو اور اللہ کے خاص اور مقرب بندون مین سے ہوجاؤ۔

بس بزرگی ہست اندر ذکر او
یاد او کن یاد او کن یاد او

خوش نصیب ہین وہ لوگ جو اوس کے ذکر سے رطب اللسان ہین۔ اور اوس کی یاد سے اپنے دل کو آباد اور روح کو تازہ و شاداب کرتے رہتے ہین ؎

ہردم خدا را یاد کن دلہای غمگین شاد کن
بلبل صفت فریاد کن غافل مشو از ذکر او

وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ

اور میری شکر گذاری کرو کفران نعمت مت کرو

حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نہایت شفقت سے اپنے تمام بندون کو مخاطب کر کے فرماتے ہین کہ اے لوگو! میری شکر گذاری کرو اور کفران نعمت مت کرو۔ پس غور کرنیکی بات ہے کہ وہ کون سی نعمت ہے جس کا شکر کرنے کو اس آیت مین حکم دیا گیا ہے۔ اور اوس کے کفران سے روکا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتین تو بے حساب ہین جن مین سے بعض ایسی نعمتین بھی ہین جو صرف خاص خاص لوگون کو دی گئی ہین اور دوسرے لوگ اوس سے محروم ہین پس وہ لوگ جو اس نعمت سے محروم ہین اونپر اوس کا شکر کیونکر واجب ہوگا۔ جب یہان شکر کرنے کا عام حکم ہی تو کوئی ایسی نعمت ضرور مراد ہونی چاہیے جو تمام بندون کو عام ہو۔ کیا امیر، کیا غریب، کیا ادنیٰ، کیا اعلیٰ، کیا صحیح، کیا بیمار، کیا مرد کیا عورت۔ سب ہی اوس نعمت سے فائدہ اوٹھا رہے ہون۔ تو غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ ایسی نعمت جو تمام بندون کو عام ہی۔ وہ نعمت حیات اور زندگی ہے کہ اوس سے تمام لوگ برابر حصہ پا رہے ہین۔ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا ہے۔ ہر نفسی کہ فرو می رود ممد حیات است و چون بر می آید مفرح ذات پس در ہر نفس دو نعمت موجود است و بر ہر نعمت شکر سے واجب۔ اسلیئے ہم تمام بندون کو عام حکم ہوتا ہے کہ اے لوگو مدت حیات جو ایک بڑی نعمت میری طرف سے

عطا ہوئی ہے۔ اس کی قدر کرو۔ اس کا ایک لمحہ بھی میری یاد سے غفلت مین مت گزارو۔

غفلت از وے یکزبان صد مرگ دان

زندگی یاد دست نزد عارفان

اگر تم نے ایک منٹ اور ایک آن بھی بلا میری یاد کے گزارا اور ایک سانس بھی غفلت مین ضائع کیا تو تم نے اس زندگی کو موت بنا دیا اور میری اس نعمت عظمیٰ کا کفران کیا۔ اس سے بچو اور اس حیات چندروزہ کو میری ذکر کی بدولت حیات دائمی کی عزت دو۔ صاحب ایمان ہمان باشد ہمان ۔ کو نباشد غافل از وے یک زمان

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا

اے ایمان والو! خدا کی طرف خالص توبہ کرو

حضور نے فرمایا کہ اس آیت شریف مین اللہ رب العزت نے اپنے اُن بندون کو مخاطب فرمایا ہے جو ایمان لا چکے ہین اور زیور ایمان سے مزین ہین اور مومنین کے اوصاف قرآن کریم مین یون بیان کئے گئے ہین۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خَاشِعُوْنَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فَاعِلُوْنَ ۔ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حَافِظُوْنَ ۔ ترجمہ اپنی مراد کو پہونچ گئے ایمان والے جو اپنی نماز مین عاجزی کرتے ہین اور نکمی بات سے منہ موڑتے ہین اور جو زکوۃ دیا کرتے ہین اور جو اپنی شرمگاہونکی محافظت کرتے ہین اور حدیث شریف مین ارشاد ہے اَلْمُؤْمِنُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ یعنی ایمان دار وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے مسلمان لوگ بچے ہوئے رہین دوسری موقع مین ارشاد ہے لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۔ کوئی شخص مومن کامل نہین ہوتا جبتک میری محبت اوسکے دل مین اپنے باپ اور اولاد اور لوگون کی محبت سے نہ بڑھی ہو۔ جب مومن کو بوجہ ایمان کے یہ تمام اوصاف حمیدہ حاصل ہی نہین۔ اور اطاعت مین اس اعلیٰ درجہ مین ثابت ہو ہی چکا ہے۔ تو اب کون سے گناہ ہین جن سے مومن کو توبہ کا حکم فرمایا جاتا ہے۔ اور کون سی بات ہی جس سے باز رہنے کی تاکید کیجاتی ہے۔

اسلئے غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ باری عز اسمہ کا مقصد یہ ہے کہ اے میرے ماننے والو
اور اے میرے امر کے بجالانے والو - اور میرے نواہی سے بچنے والو - باوجودان تمام
اوصاف کے جو تم مین حاصل ہو چکے ہین اگر تمہارا کوئی وقت مجھسے غفلت مین گزرتا
ہے تو یہ بھی ایک بڑا گناہ ہے - اور اگر تمہارا کوئی لحظہ بلا میری یاد کے نکل گیا تو یہ
بھی ایک قصور ہے تمکو چاہئے کہ اس سے باز آؤ اور کوئی لمحہ اور کوئی منٹ کوئی
سکنڈ بلا میری یاد کے نہ گزارو - رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن
ذِكْرِ اللهِ - ہمارے بعض بندے ایسے ہین جو باوجود اس بات کے کہ تجارت اور
خرید و فروخت مین لگے ہوئے ہین مگر یہ کام اون کو ہماری ذکر سے نہین روکتے
وہ اوس حالت مین بھی ذکر مین مشغول ہین - تم بھی اونھین کی صفت حاصل کرو
اور مردان خدا مین سے ہو جاؤ -

يُضِلُّ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ

گمراہ رکھتا ہے جسکو چاہتا ہے اور راہ راست پر لاتا ہے جسکو چاہتا ہے

حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کو اشرف المخلوقات ہونیکا شرف
بخشا - اور اوس کے دل و دماغ کے اندر نور بصیرت و معرفت ودیعت فرمایا - فطرۃ
الله التي فطر الناس عليها - پھر اوس کی ہدایت اور رہنمائی کے واسطے
انبیاء علیہم السلام کو اون ہی کے جنس سے مبعوث فرمایا تاکہ اپنی جنس کی آواز اور
اپنی جنس کی حالت کو دیکھکر لوگ اون کی باتین سنین اور اون کی روش اختیار کرین
یہی وجہ تھی کہ کسی فرشتہ کو نبی نہین ارسال فرمایا اور لوگون کی ہدایت کیواسطے
کوئی کتاب بلا کسی انسان کے توسط کے معلق نہین اوتار دیا - حالانکہ معترضین
نبوت اپنی نادانی سے طرح طرح کی فرمائشین کیا کرتے تھے کبھی کہتے کہ اللہ کو اگر
پیغمبر بھیجنا تھا تو کسی فرشتہ کو کیون نہین پیغمبر بنا کر بھیجا - ہدایت کے لئے صرف کتاب
کافی تھی - کتاب کسی پہاڑ پر آجاتی لوگ اوسکو پڑھ پڑھ کر خدا کی پیروی کرتے - یا معلق

کسی جگہ پر کتاب آترتی لوگ اوس سے ہدایت پاتی - اسطرح کے انواع اقسام کے
بہتر اضافت کرتے جسکو خداے پاک نے ہرطرح سے غیر مناسب اعتراض ٹھرایا
ہے اور اون کا کافی جواب دیا ہے اور احسانا فرمایا ہے کہ لقد من اللہ علی المؤمنین
اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یتلو علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم
الکتاب والحکمۃ - یعنی اللہ نے بہت بڑا احسان کیا مومنون پر کہ اوس نے اونہی
مین سے ایک رسول اونکے پاس بھیجا جو اوس اللہ کی آیتین پڑھکر اون کو سناتے
ہین اور اون کو پاک کرتے ہین اور اون کو کتاب سکھلاتے ہین اور حکمت کی باتین
بتاتے ہین - بیشک اگر پیغمبر فرشتہ ہوتے تو حضرت انسان کو ایک حیلہ حاصل ہو
جاتا کہ وہ تو فرشتہ ہین اون کی اتباع ہم کس طرح کر سکتے ہین اون کے ایسی عبادت ہم
کس طرح بجا لاسکتے ہین - اگر کتاب بلا کسی توسط کے پاتے تو حیلہ کرتے کہ ہم اسکو کیسے
سمجھین اور اس پر کس طرح عمل کرین - کوئی بتلانیوالا تو آیا نہین - پس بہت بڑا
احسان ہے اوس ارحم الراحمین کا کہ ہماری ہدایت کیواسطے ہماری ہی جنس سے
پیغمبر کو مبعوث فرمایا - اور اون کو فرمایا قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی الخ
یعنی اے نبی آپ فرما دیجیے کہ مین جن جن کامون کو کرنے کو کہتا ہون اور جن جن
برائیون سے روکتا ہون کوئی ایسی بات نہین ہے جو تم سے عمل مین نہ آسکین
کیونکہ مین بھی تو تمہاری ہی طرح بشر اور آدمی ہون اور مین اون تمام کو عمل مین
لاتا ہون حیثیت بشریت مین مین اور تم یکسان ہون ہان اللہ پاک نے مجھے ایک
بہت بڑی عزت بخشی ہے جس سے تم لوگ خالی ہو وہ یہ ہے کہ میرے پاس اوسکا
کلام آتا ہے - اور مجھے تم لوگ کی ہدایت کیواسطے انتخاب فرمایا ہے - پس یہ انبیاء
علیہم السلام ہماری جنس سے اسی لئے بھیجے گئے تاکہ ہم اون کی روش اون کا
طریقہ دیکھکر اون کے طرف دوڑین اور اون کی پر مغز اور پر ہدایت باتون کو سنین
اور اونہی کے طریقہ کو اور اونھین کی روش کو اختیار کرین - مثل مشہور ہے
الجنس الی الجنس یمیل - کند ہم جنس با ہم جنس پرواز * کبوتر با کبوتر زاغ با زاغ *

دیکھا جاتا ہی کہ میر شکار جب چڑیوں کو پھنسانا چاہتا ہی تو اوسی جنس کی ایک چڑیا جو خوب آواز دیتی ہو ایک جگہ پر رکھدیتا ہے - اور خود ٹٹی کے آڑ میں بیٹھا رہتا ہے - جب وہ چڑیا بولتی ہے - اوس جنس کی چڑیا اپنی جنس کی آواز سنکر دوڑتی ہین اور اوسکے آس پاس فراہم ہو جاتی ہین اب میر شکار یکے بعد دیگرے کمپے کے ذریعہ سے جس چڑیا کو چاہتا ہے کھینچتا جاتا ہے اور جس کو نہین چاہتا ہی رہنے دیتا ہے - اسی طرح سے اللہ پاک نے جنس انسان کی ہدایت کیواسطے انبیاء علیہم السلام کو درمیانی قرار دیا ہے - اور ان کے ذریعہ سے جسکو چاہتا ہے - صراط مستقیم اور سیدھی راستہ کی طرف کھینچتا ہی اور جسکو نہین چاہتا اوس کو راستے سے الگ رہنے دیتا ہے - یا یون سمجھو کہ کسی جنگلی ہاتھی کو جب کوئی شکار کرنا چاہتا ہے تو ایک ویسے ہی ہاتھی کو انتخاب کرتے ہین جو اپنے مالک کا نہایت مطیع اور فرمان بردار ہو - اوسی کے کہنے سے اوٹھتا ہو اوسی کے کہنے سے بیٹھتا ہو - اوسی کے کہنے سے چلتا پھرتا ہو - اوس کی تمام حالتین اوس کی مالک کے حکم کے موافق ہون - اس ہاتھی کو لیکر ہاتھی کے جنگلون مین جاتا ہے اور وہان اس ہاتھی کو ایک خاص موقع مین ٹھہراتا ہے - اوسکو دیکھکر ہاتھی آتے ہین اور اس ہاتھی کے ذریعہ سے دوسرے ہاتھی پھنسائے جاتے ہین - اسی طرح سے انبیاء علیہم السلام جو خدا کے احکام کے اعلیٰ درجہ کے پیرو ہین اور اوس کے تمام احکام پر پورے درجہ سے عمل کرنیوالے ہین اون کو اللہ نے بندون کو اپنی طرف لانے کے لئے مقرر فرمایا ہے اور چونکہ یہ اتباع کی صفت ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مین اعلیٰ درجہ مین پائی جاتی تھی اسی لئے آپکو عبد اللہ کا خطاب بخشا گیا یہی وجہ تھی کہ آپ خاتم النبیین اور افضل الانبیا ہوئے - سلسلہ انبیا کے علاوہ علماء حقانی بزرگان کرام اور صوفیاے عظام کو جو خدا کے بندے ہین - اور اوس کی احکام کے مطیع فرمان بردار ہین ہدایت انسان کیواسطے ذریعہ قرار دیا ہی اور اونکی ذریعہ سے بندونکو اپنی طرف کھینچتا رہتا ہی - اور جسکو نہین چاہتا اوسکو اوسی گمراہی کی حالت پر رہنے دیتا ہی

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْن

اور اپنے رب کی عبادت کرتا رہ تاکہ تجھے معرفت حاصل ہوجاے

حضور نے فرمایا کہ اللہ رب العزت ہر طرح سے بے نیاز ہے۔ اور اوس کے صفات قدیم اور ازلی و ابدی ہین۔ جب ان تمام موجودات کا وجود نہ تھا اوس وقت بھی اوس مین کسی قسم کا نقص نہ تھا اور نہ موجودات کے موجود ہونے کے بعد اوسمین کچھہ کمال زائد ہوا۔ مگر اوس نے محض اپنے رحمت کے تقاضا سے چاہا کہ اپنی قدرت کا تماشا وجود مین لائے اسلیئے ان تمام مخلوقات کو پردہ نیستی سے صفحہ ہستی پر نمایان فرمایا۔ اور ان تمام مخلوقات مین سے حضرت انسان مین وہ مادہ باعث شرف وکرامت عطا فرمایا۔ جس کے ذریعہ سے ان ذرات سے آفتاب کا پتا لگائے اور ان آثار سے موثر تک پہونچے اور ان مصنوعات سے صانع کی معرفت حاصل کرے۔ فرمایا خَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَف۔ مین نے مخلوقات کو وجود مین لایا تاکہ مین پہچانا جاؤن۔ اس سے معلوم ہوا کہ خلقت خلق کا فائدہ اور حاصل یہی ہے کہ خالق حقیقی کی معرفت حاصل ہو۔ تاکہ اوس کی معرفت جن فردمین حاصل ہوجائے وہ اس صفت معرفت کیوجہ سے تمام مخلوقات مین افضل واشرف قرار پائے۔ اوس معرفت کے حاصل ہونیکے ابتدا مخلوقات مین تدبر کرنے سے ہوتی ہے۔ ہر شئے کو دیکھکر اس مین غور کرتا ہے اور اوس کے صانع کی تلاش کرتا ہے ؎

برگ درختان سبز درنظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست ز معرفت کردگار

اور اوس کے قدرت کو تام اور اوسکے صنعت کو اکمل اور فوق الامکان پاکر عقل سلیم اوس کی غلام اور مطیع ہونے کو اپنا فخر جانتی ہے۔ اور اوسکی شناخت اور معرفت کے لیے بے چین و بے قرار ہوتی ہے۔ پس وہ معبود حقیقی اپنے طالب کے

اضطراب اور رغائت شوق کو دیکھکر اپنی شان رحمت سے اوس کو اپنی شناخت اور معرفت کی راہ بتاتے ہین اور فرماتے ہین کہ اے میرے طالب اگر تو میری معرفت چاہتا ہی تو میری اطاعت اور غلامی کرتا رہ تاکہ تیرا مطلوب اور مقصود جو یقین اور معرفت ہے حاصل ہو جائے۔

چونکہ عبادت و اطاعت ہی معرفت الہی کی راہ تھی اسی لیے اس کی جابجا مختلف اندازا ور الفاظ سے تاکید فرمائی گئی اور اس عبادت اور اطاعت کے تمام طریقے اور قاعدے بہ تفصیل بیان کئے گئے جس کو ہم لوگ لفظ شریعت یعنی راہ سے تعبیر کرتے ہین۔ اور یہی شریعت معرفت الہی کی واضح اور نزدیک تر اور آسان تر راہ تھی اس لیے اس کو صراط مستقیم کے لفظ سے ادا فرمایا گیا۔ اب اس عبادت کے ضروریات کو کچھ تو اعضا ظاہری سے لگاو تھا اور کچھ قلب اور دل سے اور پوری عبادت کا مدار اعضا ظاہری اور قلبی اطاعت پر تھا اور دل مصاحبت نفس کی وجہ سے اکثر اوقات ظاہری اعضا کی عبادت کی حالت مین بھی دوسرے خیالات مین مبتلا ہو جاتا ہے اس لیے حضرت سرور عالم رؤف و رحیم نے فرمادیا۔ اُعْبُدِ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ یعنی جب عبادت مین ہو تو اپنے دل کو خدا ہی کی طرف لگاو اور سمجھو کہ گویا حضور معبود کو تم دیکھتے ہو۔ اور کم از کم یہ سمجھو کہ اگر تم نہین دیکھتے تو وہ تم کو دیکھتا ہی تاکہ تمہارا دل خدا کی طرف لگا رہے۔ اسی درجہ کو بزرگان عباد طریقت کے لفظ سے تعبیر کرتے ہین۔ اس درجہ مین بھی ایک کمی اور نقص ہے کہ ابھی تک اوس عبادت کرنے والے کے دل کو معبود کے ساتھ پورا لگاو نہین پیدا ہوا ہے اس لیے ایک دوسری ہدایت کی ضرورت پڑی وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا یعنی اس طرح سے اپنے رب کو یاد کرو کہ تمام ماسوا دل سے محو ہو جائے اور معبود حقیقی سے ہمہ تن جٹ جاو یہی وہ درجہ ہے جسکو صوفیائے کرام لفظ حقیقت سے تعبیر کرتے ہین جب یہ تینون درجے علی سبیل التدریج طے پا چکے اب یقین اور معرفت کا

وہ درجہ آتا ہے جس کی طالب کو تلاش تھی اور اسی کو رب العزت نے فرمادیا کہ
وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ اپنے رب کو پوجتا رہ کہ پوجتے
پوجتے تجکو یقین اور معرفت حاصل ہوجاوے۔

اس بیان سے واضح ہوگیا کہ بلا شریعت کے طریقت اور حقیقت اور معرفت کا
حاصل ہونا محال ہے۔ اور محض شریعت بلا اون مدارج کے ناقص ہے اور یہ بھی معلوم ہوگیا
کہ طریقت اور حقیقت اور معرفت شریعت سے الگ اور جدا نہیں ہیں۔ بلکہ شریعت
ہی کے اندر ان کا وجود ہے۔ اور اسی ہیت سے یہ سب حاصل ہوتے ہین۔ پس یہ کہنا کہ طریقت
اور حقیقت اور معرفت کوئی شئے نہین اور شریعت سے ان کو کوئی لگاؤ نہین
نہ شریعت کے اندر ان کا وجود ہے، اوسی طرح کی نادانی ہوگی کہ کوئی نادان
کہے کہ دودھ کے اندر بالائی۔ مکھن اور گھی کہان ہے بلکہ مکھن اور گھی کو دودھ سے کیا واسطہ
پس ایسے نادان کو یون سمجھانا پڑیگا کہ دودھ کے اندر بالائی۔ مکھن اور گھی کا
وجود ضرور ہے مگر یون تمکو نظر نہ آئیگا۔ آؤ ہم تمکو بتائین۔ دودھ خالص لو۔ اور
اوس کو آگ پر دھیمی دھیمی حرارت پہونچاؤ۔ کہ آہستہ آہستہ اوس کے اوپر ایک چیز
گاڑھی جمع ہوتی جائیگی وہی بالائی ہے۔ پھر اوس کو لو اور لیکر اوسکو متھو۔ اوس کے
اندر سے تکرار کے بعد ایک چیز الگ ہوگی وہی مکھن ہے۔ اوسکو لیکر پھر آگ پر چڑھاؤ اور
پکاؤ اوس کے بعض اجزا جل جانیکے بعد ایک خالص چیز تمکو ملیگی وہی گھی ہے۔ اسی
طرح سے ان شرعی اعمال کے اندر وسوسے اور لغو خیال کی آمیزش ہے اسکو کسی
مرشد کی توجہ کی آتش محبت کی تپش سے الگ اور پاک کرو یہی درجہ طریقت کا ہے
جو بالائی کے درجہ میں ہے۔ پھر اوسکو تذکر اور تفکر کے ظرف مین خوب متھو تاکہ وہ
عمل ریا اور تصنع کی آمیزش سے پاک ہوجاوے یہی درجہ حقیقت کا ہے جو مکھن کے
بجائے ہے۔ پھر اوسکو مجاہدہ و مکاشفہ کی سخت حرارت پہونچاؤ تاکہ ماسوا اللہ سے
پاک اور صاف ہوجائے۔ یہی درجہ معرفت کا ہے جو بجائے گھی کے ہے۔
جو مطلوب تھا۔

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ

بیشک آپ راہ پر نہین لاسکتے جسکو آپ چاہتے ہین

حضور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے شان رحمۃ للعالمین کیوجہ سے
عام لوگون کی ہدایت کے خواہان تھے اور رحمت خاصہ کیوجہ سے خواہشمند ہوتے کہ فلان فلان
فلان ایمان لاتے اور راہ راست پر آجاتے توان کے حق مین بھی بھلا ہوتا اور ان سے
اسلام کو بھی تقویت ہوتی۔ اور جب وہ لوگ نہ مانتے تو آپ کو محض للہ صدمہ اور رنج
ہوتا اس لیے اللہ تبارک وتعالی آپکو تسکین دیتے ہین اور آپ کے صدمہ اور رنج کو دفع فرماتے
ہین کہ اے میرے پیارے آپ کا منصب اور آپکا کام محض لوگون کو سمجھا دینا اور
راہ حق بتادینا ہے آپ کا کام اون کو راستہ پر لادینا نہین ہے آپ غم نہ کرین آپ
اپنے حق کو ادا کر چکے۔ اس سے معلوم ہوا کہ باوجود اس بات کے اللہ تعالی نے ذات
آنحضرت کو محض ہدایت کے لیے بھیجا تھا تاہم بعض شقی جسکو حضور چاہتے تھے کہ
اسکو ہدایت ہوجاتی وہ ہدایت سے محروم رہا۔ اسی طرح سے بعض بزرگان کی دلی
تمنا اور دلی خواہش ہوتی ہے کہ ہمارا فلان لڑکا یا فلان مرید فیضیاب ہوجاتا۔ اور
ہرچند وہ چاہتے ہین کہ ہمکو جو ہدایت ومعرفت بزرگان سلسلہ سے حاصل ہے اوس بچے
اور مرید تک پہونچا دیتے۔ اور طرح طرح کی کوشش کرتے رہتے ہین مگر اون کی یہ
آرزو پوری نہین ہوتی۔ اوس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ اوس شخص مین اوس فیض
کے قبول کرنیکی صلاحیت اور مادہ نہین ہوتا۔ اس وجہ سے اودھر سے تو عطا ہے
مگر ادھر سے قبولیت نہین ہوتی ؎

گوہر پاک بباید کہ شود قابل فیض
ورنہ ہر سنگ وکلوخے دُر ومرجان نہ شود

دیکھا جاتا ہے کہ بچہ بھوکا ہے۔ ہونٹ چاٹ رہا ہے۔ فریفتہ ماں اپنے پیارے
بچہ کے منہ مین دودہ لگاتی ہے اور آرزومند ہے کہ کاش بچہ کچھ چوستا مگر بچہ کسی طرح

کیوجہ سے معذور رہے اور کھینچ نہین سکتا۔ ماں تڑپ تڑپ کر رہجاتی ہے مگر بے سود ہوتا ہے۔ اسی طرح سے مرشد ہرچند چاہتا ہے۔ مگر اوس کے فیض سے وہی لوگ بہرہ یاب ہوتے ہین جن مین اخذ کرنیکی صلاحیت ہے اور دوسرے محروم رہجاتے ہین اور اون صلاحیت والون مین بھی ہر شخص اپنی صلاحیت اور کوشش کے اعتبار سے درجہ بدرجہ فیض پاتے ہین یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام ایک درجہ کے نہین فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ہین صحابہ کرام کے درجے بھی متفاوت ہین۔ ایک ہی بزرگ کے مرید درجہ مین ایک دوسرے سے کم وبیش ہوتے ہین۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ۔

لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى

انسان اپنی کوشش ہی بھر پاتا ہے۔

فرمایا کہ عام بات ہے کہ انسان دنیا کے کامون مین اپنی کوشش کے موافق فائدہ اور پھل پایا کرتا ہے۔ اگر زیادہ کوشش کرتا ہے تو زیادہ پھل پاتا ہے اور اگر کم کوشش کرتا ہے تو کم پھل پاتا ہے۔ دیکھا جاتا ہے کہ زمین کے ایک خطہ پر بہت زور اور کی بارش ہوتی ہے مگر اوس خطہ مین سے جو ٹکڑا اور جو حصہ زمین کا جس اندازہ سے اپنے اندر پانی جذب کرتا ہے اور کھینچ لیتا ہے اوسی قدر وہ سرسبز اور سیراب ہوتا ہے۔ اسی طرح سے بزرگان طریقت کا فیض اپنے تمام مریدون پر یکسان چھایا ہوا ہوتا ہے مگر جو مرید جس قدر اوسکو جذب کرتا اور کھینچتا ہے اوسیقدر وہ فیضیاب ہوتا ہے۔ مرشد اپنے مریدون پر فیض و انوار کا دروازہ کھولدیتا ہے کوشش کرنا اور کھینچنا مرید کا کام ہے۔ ماں کا کام بچہ کے منہ مین دودہ لگا دینا ہے اور دودہ کو کھینچنا اور فرو کرنا بچہ کا کام ہے۔ اسی سے اوس سوال کا جواب واضح اور ظاہر ہوگیا جو بعض کہتے ہین کہ کیا وجہ ہے کہ بعض بزرگ اپنے بعض مریدونکو زیادہ فیض پہونچانا چاہتے ہین مگر وہ زیادہ مستفید نہین ہوتے۔ اس کی وجہ

یہی ہوتی ہے کہ پیر کی طرف سے تو عطا ہے مگر مرید اوس کو نہین کھینچتا، اوسکی
طرف سے تو نقصان ہے مگر یہ اوس کو نہین جذب کرتا۔

اَلْقَدَرُ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالیٰ

حضور نے فرمایا کہ انسان جب اپنے نفسانی خواہشات کیوجہ سے کسی برائی کا ارتکاب
کرتا ہے اور شامت و نحوست مین مبتلا ہوتا ہے تو اوس پر بھی نفسانی اغوا کیوجہ سے اپنی
طرف سے رفع الزام کرنے کے واسطے کہہ اوٹھتا ہے کہ کیا کرین، خدا ہی نے یہ برائی ہمارے ہی
تقدیر مین لکھ دیا تھا تو تقدیر سے بچنے کی کیا صورت تھی؟ تقدیر کے خلاف تو ہو ہی نہین
سکتا تھا اور جب تقدیر الٰہی کے موافق کیا تو ہم پر کیا الزام ہے؟ جاننا چاہئے کہ
اس طرح کا خیال اور اس طرح کا کلام بھی نفس کی شرارت بالائے شرارت ہے پہلے تو
گناہ کی طرف کھینچ لے گیا اور جب گناہ کرا چکا تو اپنے اوپر سے رفع الزام کے لئے اس
گناہ کو نعوذ باللہ اللہ پاک کے ذمہ کرنا چاہتا ہے۔ یہی بعینہ حالت شیطان علیہ اللعن
کی ہوئی تھی۔ کہ جب اوس نے خدا کی نافرمانی کی اور حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے
سے باز رہا تو اوس کمبخت بے ادب نے خدا کی طرف اس نافرمانی کی نسبت کیا اور
کہہ اوٹھا رَبِّ بِمَا اَغْوَیْتَنِیْ لَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ۔ یعنی اے رب تو نے
چونکہ مجھے بہکایا ہے میں ان تمام (انسان) کو ضرور بہکاؤن گا۔ پس اس طرح کا
خیال محض شیطانی خیال ہے۔ اس سے انسان کو پرہیز کرنا ضروری اور لازم ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ اللہ پاک نے انسان کے اندر اپنی قدرت کاملہ سے بھلائی اور برائی
دونون کی قوت عطا فرما دیا ہے۔ اور برائی کی قوت کا ڈرائیور اور برائی کی طرف
لیجانیوالا نفس ہے۔ اور بھلائی کی طاقت کا ڈرائیور اور نیکی کی طرف کھینچ لیجانیوالی
عقل سلیم ہے۔ اور حکم فرما دیا اور تاکید کر دین کہ دیکھو نفس کے بہکانے سے بچتے رہنا
اور ہرگز اس کی پیروی نہ کرنا ورنہ تمکو کھینچ کر کے اپنی جنس آگ کیطرف لیجائیگی اور تمکو
آتش دوزخ کا کندہ بنائیگی۔ اسی کو سعدی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ ع

مکن نفس امارہ راپیروی
کہ تاگہ گرفتار دوزخ شوی

اور فرمایا کہ عقل ایمانی کی ہمیشہ ہمیشہ اتباع کرتے رہو۔ کیونکہ یہ قوت ایمانی تمکو بھلائی کی طرف لیجائیگی اور خداے پاک کی رضامندی اور خوشنودی کی موجب ہوگی۔ اور آخرکار تمکو خدا کی رحمت مین داخل کریگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بھلائی اور برائی کی قوت اللہ نے انسان کے اندر پیدا کردی ہی مگر اوس سے کام لینا انسان کے اختیار مین ہی۔ شیطان نے بری قوت سے کام لیا اور اللہ کی طرف اوس کو نسبت کردیا۔ اور جب حضرت آدم علیہ السلام سے غلطی ہوگئی اور بری قوت کو کام مین لائے تو باوجود جاننے اس امر کے کہ یہ برائی خدا کی دی ہوئی قوت سے ہم سے صادر ہوئی ہے۔ ادب اور تہذیب کیوجہ سے اوسکو اپنی طرف نسبت فرمایا اور کہا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین یعنی اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور اگر تو ہمکو نہ بخشیگا اور ہم پر رحم نہ فرمائیگا تو ہم نقصان مین پڑجاینگے۔ حضرت رب العزت کو یہ ادب پسند آگیا اور اون کے گناہ سے درگزر فرمایا۔ اب خلاصہ مطلب عبارت بالا کا یہ ہوا کہ جتنی باتین انسان سے ہوتی ہین بھلی ہون خواہ بری سب خدا ہی کی دی ہوئی قوت سے ہوتی ہین۔ مگر خدا نفسانی قوت کے کامون سے ناراض ہوتا ہے اور عقل ایمانی کی قوت کے کامون سے راضی اور خوش ہوتا ہے۔ یہ سمجھنا محض غلطی ہی کہ جب ہم نے خدا ہی کی دی ہوئی قوت سے کام کیا تو ہم پر کیا الزام ہے۔

کلکتہ مین مین نے دیکھا کہ ٹرین گاڑی چلی جارہی ہی۔ اور ڈرائیور اوسکو جدھر چاہتا ہے لیئے جاتا ہے۔ اوس گاڑی کے اوپر ایک گھرنی لگی ہوئی ہی۔ اوس گھرنی کو محض ذرا سا لگاؤ بجلی کے تار سے ہے۔ اوسی بجلی کی قوت کا اثر ہے جس سے گاڑی دوڑ رہی ہے جب اوس تار سے گھرنی چھوٹ جاتی ہی۔ ڈرائیور دوڑانے سے مجبور ہوجاتا ہی اور گاڑی اپنی جگہ پر سے کبھی نہین ہلتی۔ اسی طرح انسانی حرکات کا ڈرائیور قوت ارادی ہے

جو انسان کی اندر پائی جاتی - اور اوس قوت کو اللہ پاک کی جبروتی قوت کے تار سے لگادیا ہے - اوسی تار کی قوت سے اس طاقت ارادی مین قوت پیدا ہوتی ہے جسکی وجہ سے انسانی حرکات کی گاڑی بلفعل وحرکت کرتی ہے پس ہر فعل کی خدا کے طرف نسبت ہی اور بندہ اپنی قوت کے ذریعہ سے اوس فعل کا کرنے والا ہوتا ہے - اس لئے اگر نیک کام کرتا ہی تو ثواب کا مستحق ہوتا - اور اگر برا کام کرتا ہے تو عذاب کا سزاوار ہوتا ہے - اسی کو حضرت مولنا روم نے فرمایا ہے ؎

خلق حق افعال ما را موجب است ٭ فعل ما آثار خلق ایزد است

لیک ہست این فعل را مختار ما ٭ زو جزا گہ یار ما گہہ مار ما

العُلَمَاءُ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ

وہ علماء نبیون کے وارث ہین

حضور نے فرمایا کہ دیکھا جاتا ہے کہ ہر گروہ کے پڑھے لکھے لوگ خصوصًا وہ لوگ جو مذہبی کتابین پڑھ چکے ہین نبیون کے وارث ہونیکا دعوی کرتے ہین - اور اپنے کو انبیاء کا جانشین قرار دیتے ہین - دنیا مین متعدد فرقے ہین - فرقون کی تعداد بموجب فرمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہتر ہین - اور ہر ایک فرقہ کا عالم اپنی سند وعمامہ لیکر بآواز بلند اپنے کو وارث انبیاء کہلانا چاہتا ہی - اور سب کو اپنی پیروی کی طرف پکارتا ہے - اور اپنے اس دعوی کے ثبوت مین آیات قرآنی اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم پیش کرتا ہے - اور نہ ماننے والے اور انکار کرنے والون کو منکر خدا اور رسول ٹہراتا ہے - حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہی کہ میرے امت مین تہتر فرقہ ہون گے اون مین سے بہتر فرقے دوزخ مین ہون گے صرف ایک فرقہ جنت مین ہوگا - وہ فرقہ وہی ہی جس پر مین اور میرے اصحاب ہین اب لوگ سخت تردد اور حیرت مین پریشان ہوتے ہین کہ کس عالم کی پیروی کرین اور کس کو چھوڑین کس عالم کو وارث نبی قرار دین اور کس کو نہین - پس سمجھنا چاہیے کہ

اللہ تبارک وتعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین فرمایا ہے۔ لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلو علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ الخ اور حضور کی چار صفتین ارشاد فرمایا۔ ایک صفت یہ کی آیتین پڑھ پڑھ کر لوگون کو سناتے ہین۔ دوسری صفت۔ لوگون کا تزکیہ کرتے ہین۔ تیسری صفت لوگون کو کتاب کی تعلیم فرماتے ہین یعنی کتاب کے احکام کو عمل کر کرکے لوگون پر پیش فرماتے ہین۔ چوتھی صفت حکمت کی تعلیم فرماتے ہین یعنی دین و دنیا کی پر مغز اور دانائی کی باتین بتاتے ہین۔ اب غور کرنا چاہیے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مین یہ چار صفتین تھین۔ پس وہ عالم جس مین یہ چارون صفات پائے جاتے ہون اوس کو البتہ دعوی وراثت کا حق ہے اور جس مین ان چارون صفات مین سے ایک بھی کم ہو اوسکو وارث ہونے کا دعوی کرنا غلط ہے۔ پس اون تمام علما مین اگر غور سے دیکھا جائے تو اکثرون مین تین صفتین پائی جاتی ہون گی مگر دوسری صفت یعنی لوگون کی دلون کو خباثت گناہ اور غفلت کے زنگ سے پاک وصاف کرنیکی صفت سے عاری ہوتے ہین۔ اور وہ تمام چارون صفتین مجتمع ہوکر صرف علماء ربانی اور صوفیاء کرام کے اندر پائی جاتی ہین۔ کیونکہ اس برگ فرقہ نے علاوہ علوم کتاب واحادیث کے ایک گونہ معرفت وبصیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک سے حاصل فرمایا ہے اور اوس نور معرفت کے ذریعہ سے طالبین الہی کی دلون کو منور کرتے ہین اور اون کے دلون کو ہر طرح کی کثافت اور تمام امراض روحانی سے پاک وصاف کرتے ہین۔ حضرت مولانا روم فرماتے ہین ؎

صحبت مردان اگر یک ساعت است ٭ بہتر از صد خلوت وصد طاعت است
ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا ٭ او نشیند در حضور اولیا

پس ان فرقون مین سے کسی فرقہ کے کسی عالم کو وارث نبی ہونے کا مدعی ہونا محض لغو وغلط ہے۔ جب تک اپنے کو اس صفت سے موصوف نہ کرلے۔

من ز قران مغز را بر داشتیم
استخوان پیش سگان انداختیم

فرمایا کہ سُنا ہے کہ یہ کسی بزرگ کا کلام ہے۔ اس کلام پر بعض لوگ اعتراض
کرتے ہین کہ اس قائل نے دو بے ادبیان کی ہین۔ ایک بے ادبی تو کلام پاک قران کریم کیساتھ
ہے کیونکہ اوس کے دو حصے کر دیئے ایک مغز اور ایک استخوان حالانکہ کلام حکیم ہمہ تن مغز
اور حکمت ہی۔ اس مین استخوان اور ہڈی قرار دینا اوس کے کسی حصہ کو ناقص اور بے کار
بتانا ہے اور یہ سخت بے ادبی ہی کلام پاک کیساتھ اور کلام پاک مین ناقص چیز ٹھیرانا اللہ
پاک مین نقص ٹھیرانا ہی۔ دوسری بے ادبی علمار اسلام کیساتھ ہی۔ کیونکہ اون کو سگ اور
کتے کے ساتھ تعبیر کیا ہی۔ حالانکہ علمار کے شان مین ایسا لفظ کہنا سخت گستاخی اور بے ادبی
ہے۔ پس ایسے قائل کو بزرگ کہنا بالکل نادرست اور سخت غلط ہی۔ مگر افسوس ہی کہ اس معترض
نے اعتراض تو خوب جما دیا مگر کلام کو کچھ نہ سمجھا۔ ان بزرگ قائل کو علمار کے قیل و قال اور
اون کے جنگ و جدال اور باہمی منازعات اور مباحث کو دیکھکر سخت حیرت ہوئی اور
ان کے غیر ضروری جھگڑون کو دیکھکر سخت افسوس ہوا اور رحم کھا کر اپنے اس کلام سے اُنکو
جگاتے اور ہشیار کرتے ہین کہ اے علمار تمکو چاہیے کہ حقیقت قران کو ڈھونڈھو۔ اور اوسکو
حاصل کرو اور محض لفظی نزاعون میں پڑے رہنا اور فروعی مسائل مین لڑنا اور قیل و قال مین
وقت گزارنا اصل سے دور افتادگی اور نزاع عبث ہے۔ دیکھا جاتا ہی کہ علمار کے اکثر
نزاع کی بنا و نفسانیت ہوتی ہی۔ اور باوجود صحیح اور درست مسئلہ کے ظاہر ہو
جائینگے۔ چونکہ اون کے شان کے خلاف ہوتا ہی اور اون کی عزت اور شہرت مین کمی کا
باعث ہوتا ہی۔ اون کا نفس اوسکو اقرار نہین کرنے دیتا۔ اور طلب عزت دنیاوی اونکی
سر کو حق کی طرف نہین جھکنے دیتی اس لئے اون کو سگ کے لفظ سے تعبیر کیا الدنیا
جیفة وطالبها کلاب۔ پس یہ کلام بہت درست اور صحیح ہے اور واقعی
امر ہے کہ مغز قران کریم اور حقیقت قرآن کی فہم اللہ تعالیٰ نے بزرگان کرام اور صوفیائی

عظام کو عطا فرمایا ہے۔ اور اپنے نور معرفت سے اون کے قلوب پر اپنے کلام کی پرمغز
اور پر اسرار باتون کو منکشف فرمایا ہی۔ اور علماء ظواہر محض لفظی نزاع اور بے ضروری
بحثون مین پڑے ہین اور حقیقت سے بہت دور ہین۔ ان کا خیال اوس واقعہ کے
مشابہ ہی جو بیان کیا جاتا ہی کہ ایک جگہ پر بہت سے اندھے تھے وہان ہاتھی کا گذر ہوا
اندھون نے ہاتھی کا نام سنکر اوسکی دیکھنے کی تمنا کی۔ ہاتھی بان نے ہاتھی بیٹھا دیا سب
اندھے دوڑے۔ کسی نے سونڈ پر ہاتھ رکھا اور ٹٹولا تو سمجھا کہ ہاتھی گاؤدم موٹی سی لکڑی کی
طرح ہی اور آخر مین کچھ ہی۔ کسی نے پاؤن ٹٹولا اور یقین کیا کہ ہاتھی موٹے ستون کی طرح
ہے۔ کسی نے پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اوس نے جانا کہ ہاتھی ماہی پشت بڑے اور چوڑے تختے کی
طرح ہی۔ کسی نے دم پکڑا اور خیال کیا کہ ہاتھی موٹی گاؤدم لاٹھی کی طرح ہے۔ اب ہر ایک
جمع ہوکر ہاتھی کی دانست کا دعوی کر رہا تھا اور اپنا اپنے معلومات کو ہاتھی ہونیکا
دعوی کر رہا تھا اور دوسرے کے دعوی کو غلط اور خلاف اصل ٹھہراتا تھا۔ باہم
خوب لڑے اور جھگڑ رہے تھے کہ ایک حکیم بینا کا گذر ہوا۔ اوس نے ان کی لڑائی دیکھکر وجہ
پوچھی۔ ہر ایک نے اپنے اپنے دعوی کی تصدیق چاہی۔ اوس نے کہا کہ افسوس! تم تمام
لوگ بے نظری اور نادانستگی کی وجہ سے بر سر غلط اور ہاتھی کے دانست سے دور پڑے
ہو۔ تم ہر ایک نے ہاتھی کے ایک ایک حصہ کو دیکھا ہی ہاتھی دوسری ہی شئے ہے۔
پس اسی طرح سے علماء ظواہر کو رباطن حقیقت اور مغز قرآن کے علم سے بے بہرہ ہین
اور صرف غیر ضروری اور فروعی باتون کو حقیقت قرآن سمجھکر ایک دوسری کے تکذیب
کرتے اور جھگڑتے ہین۔ بعینہ اسی طرح کی نزاع مدعیان معرفت الٰہی مین بھی دیکھی جاتی ہے
ہر ایک مدعی اپنے اپنے ذہنی اور خیالی معلومات کو خدا کی حقیقی ذات وصفات ہونے کا یقین
کرتا ہی حالانکہ سچی معرفت اور واقعی علم ذات وصفات سے بعید اور دور رہتا ہی۔ اور جسکو معرفت
الٰہی کا حصہ عطا ہو جاتا ہی اوس کی زبان بند ہو جاتی ہی اور دعوی سے دور ہو جاتا ہے۔
مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ كَلَّ لِسَانُهُ یعنی جو اپنے رب کو جان لیتا ہی اوسکی زبان گنگ ہو جاتی ہے
این مدعیان در طلبش بے خبران اند ۔ آن را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

سحر را با معجزہ کردہ قیاس
ہر دو را بر مکر نہادہ اساس

فرمایا کہ کتابون سے ثابت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
معجزہ کو جادو کہتے تھے اور کہتے تھے کہ جس طرح جادو ایک مکر اور فریب ہے اسی طرح موسیٰ
علیہ السلام کی خلاف عادت باتین بھی محض مکر و فریب ہین۔ حالانکہ جب فرعون نے
تمام بڑے بڑے جادوگرون کو بلایا اور ان کو طرح طرح کے وعدے کیے اور موسیٰ علیہ السلام سے
مقابلہ کرایا تو رنگ پھٹ گیا۔ اور جادو نیست ہوگیا۔ اور معجزہ حق ثابت ہوا۔ جاء
الحق و زہق الباطل۔ ان الباطل کان زہوقا۔ اسی طرح سے اندنون
نئی روشنی کے لوگ بزرگون کی توجہ اور اون کے تصرف کو مسمریزم سے تعبیر کرتے ہین
اور کہتے ہین کہ توجہ اور تصرف کوئی شے نہین۔ ان لوگون نے مسمریزم سیکھ لیا ہی اور اوسی کی
تاثیر سے لوگون پر اثر ڈالتے ہین۔ اور لوگون کو بہکاتے ہین۔ حالانکہ ان کچھ فہمون کا یہ خیال
محض غلط ہے۔ اس مین شک نہین کہ مسمریزم والے لوگ بھی ایک قوت رکھتے ہین اور
اوس کی تاثیر لوگون پر ڈالتے ہین۔ مگر یہ قوت نظر مین ہوتی ہے۔ تدریج آفتاب پر نظر
جاتے جاتے یا کسی روشنی پر نظر جاتے جاتے نظر مین ایک ایسی قوت حاصل ہوجاتی
ہے کہ جب کسی چیز پر یا کسی شخص پر نظر ڈالدیتے ہین تو اوس کو گرادیتے ہین بیہوش
کردیتے ہین۔ اسکو تاثیر عکسی کہتے ہین۔ مگر اسکا اثر فوری ہوتا ہی اور اس اثر کو قیام نہین
ہے نہ جس پر اثر ڈالا گیا ہے اس اثر سے کوئی فائدہ اوٹھا سکتا ہے نہ اس اثر کو دوسرے
پر ڈال سکتا ہے۔ بخلاف صوفیائے کرام کے کہ اونھون نے اپنے دل کے اندر سلسلہ بسلسلہ
سراج نبوت اور مصباح ہدایت سے قوت حاصل فرمایا ہی وہ قوت قوت داد الٰہی ہے۔ اور اسکا
سرچشمہ قادر قیوم و ذات باقی ہی اسی لئے ان بزرگون کو قلوب کی توجہات کی تاثیر فوری نہین
ہے بلکہ پائدار ہے کیونکہ اوسکا سرچشمہ پائدار ہے اور ان کی تاثیر سے جس پر اثر پڑتا ہے
وہ فائدہ حاصل کرتا ہے۔ اور اس تاثیر کو دوسرون کی طرف متعدی بھی کرسکتا ہے۔

اور اس تاثیر کا سلسلہ قائم رہتا ہی پس مسمریزم اور علم تصوف مین بہت بڑا اور واضح فرق ہے۔ ایک کو دوسرے پر خیال کرنا محض قیاس مع الفارق ہی ؎

رحمتہ اللہ این عمل در وفا
لعنتہ اللہ آن عمل را در قفا

کار پاکان را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

فرمایا کہ دیکھا جاتا ہے کہ اکثر نادان دو متشابہ چیزون مین سے ایک کو دوسرے پر قیاس کر لیتے ہین اور دونون کو یکسان قرار دیتے ہین حالانکہ اون دونون مین آسمان و زمین کا فرق ہوتا ہی اور ایک کو دوسرے سے کوئی نسبت نہین ہوتی۔ کج فہم اور ناحقیقت رس کہدیتے ہین کہ اہل تصوف اپنے سیر و سلوک اور اپنی ترقیات کے حقانیت اور مشروعیت کا دعوی کرتے ہین حالانکہ اس سے بڑھکر سیر و سلوک تو اکثر جوگیون مین بھی پایا جاتا ہے اکثر ہندو اور قرآن و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ ماننے والے جوگی اپنی ریاضت اور کوشش و کسب سے اس درجہ تک پہونچے ہوئے ہین کہ ایک آن مین اپنے کو مردہ کر دیتے ہین اور دوسرے آن مین زندہ ہو جاتے ہین۔ کسی وقت مین اپنے کو نیست کر دیتے ہین پھر موجود ہو جاتے ہین۔ کوئی آسمان و زمین مین معلق پرواز کرتے نظر آتے ہین۔ اور طرح طرح کی خلاف عادت باتین اون سے ظاہر ہوتی رہتی ہین۔ اور بہت سی چیزون پر اپنا تصرف ظاہر کرتے رہتے ہین۔ تو کیا وجہ ہے کہ اون کے ان سیر و سلوک اور ترقی درجات نفسانی و روحانی اور ان تمام خرق عادت باتون اور تصرفات کو حق نہ مانا جائے۔ اور صوفیون کی کام کو حق سمجھا جائے۔ مین کہتا ہون کہ یہ سچ ہے کہ ہندو فقرا اور رہبان و جوگیون مین بھی یہ سب باتین پائی جاتی ہین۔ مگر فقرا و اہل اسلام اور ہندو جوگیون کے سیر و سلوک مین بڑا فرق ہی۔ ان ہندون کا سیر و سلوک اور تصرف صرف عالم خلق کے اندر محدود ہے۔ ان کو ریاضت اور کسب کی وجہ سے عالم خلق کے اندر تصرف کرنے اور سیر و سلوک کرنیکی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر عالم

امر کے اندر سیر و سلوک اور تصرف سے محض بے بہرہ و بے نصیب رہتے ہین۔ اندر
اوس عالم مین ان کو کچھ بھی رسائی نہین بخلاف صوفیاے کرام کو اون کو عالم خلق
اور عالم امر دونون مین سیر و سلوک کا شرف حاصل ہو کیونکہ ان کے اندر جو یہ قوت حاصل
ہوئی ہو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے حاصل ہے۔ اور آپ کا سیر و سلوک کرنا
عالم بالا اور عالم امر مین ایک معمولی بات تھی۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ یہ جوگی کتنا ہی بڑا کا سیہ
ہو اور کسی قدر اوس نے ریاضتین کی ہون مگر ان کا دل درد اور سوز و گداز سے
بالکل عاری اور ننگا ہوتا ہو۔ حالانکہ درد ہی وہ منتر ہے جو خدا تک واصل کر دیتا ہے
درد ہی وہ کیمیا ہے جو ناقص انسان کے تانبے کو مقبولیت کا کندن بنا دیتا ہو۔ تلاش کرو
اور ڈھونڈھو۔ کبھی ان کے مجلس مین سوز و گداز نہ پاؤگے۔ ان کے کسی جم گھٹ اور کسی جلسہ
مین سوز و گداز و درد کے نالے بلند نہ سنوگے۔ ان کے کسی کتھا اور کسی مجمع مین آہ دل کا
دھوان اڑتے نہ دیکھوگے۔ ان کی آنکھین کبھی پر اشک نہ پاؤگے۔ بخلاف صوفیاے کرام
کے کہ ان کے دل محبت الہی سے گداختہ اور ان کے قلوب آتش عشق سے کباب و سوختہ
ہوتے ہین ان کے دل پر درد سے نالے بلند ہوتے رہتے ہین۔ اور ان کے دل بریان سے آہ
سوزان کے دھوآن اڑتے رہتے ہین کیون نہ ہو ان کے دل کو سردار عشاقان
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک سے یہ سوز و گداز اور درد کی چنگاری
حاصل ہوئی ہے۔ اور آپ کا درد دل تھا جس نے اللہ تعالی کو اپنا کر لیا۔ اور آپ کا
سوز و گداز ہی تھا جو خدا کو بھا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان صوفیاے کرام کے جلسے سوز و
گداز سے معمور رہتے ہین اور اون کا خلوت و جلوت درد و آہ سے خالی نہین رہتا
اور جو اون کا ہمنشین ہو جاتا ہے اوس کو بھی سوز و گداز و درد مین مبتلا کر دیتے ہین
دل ہی کی جلن ہو جسکی وجہ سے ان کی آنکھین ہمیشہ پرنم اور ڈبڈبائی ہوئی
اور اشکبار رہتی ہین — ع کڑی چوٹ یہ دل پہ کھائے ہوئے ہین ۔
پس ہندو جوگیون کو اہل اسلام فقرا اور صوفیاے کرام پر قیاس کرنا
محض نادانی اور جہالت کا نتیجہ ہے ۔

صد کتاب و صد ورق در نار کن ٭ جان و دل را جانب دلدار کن

فرمایا کہ اس شعر مین حضرت مولانائے روم رحمۃ اللہ علیہ نے تصفیہ و تزکیہ کے ایک بہت
دقیق مسئلہ کیطرف اشارہ فرمایا ہی۔ جاننا چاہئے کہ انسان کا دل توبہ توبئے بعد دیگرے بہت سی گوشت کے
اوراق سے تیار ہوا ہی۔ اور دل ہی وہ حصہ بدن انسان کا ہو کہ اسکے بگاڑ سے تمام جوارح کی عمل کا بگاڑ ہوتا
ہی اور اسکی درستگی اور صلاحیت سی تمام اعمال کی درستگی اور خوبی ہوتی ہی فرمایا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ
والتسلیم نے اِنَّ فِی الْجَسَدِ لَمُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا
فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اوسکی وجہ یہ ہی کہ ابتدائی پیدائش مین انسان کا دل تمام عیوب سے
پاک اور ہر طرح سے صاف رہتا ہی۔ مگر جب انسان اغوائے نفس و شیطان کیوجہ سی اللہ کے حکم کی نافرمانی
کرنے لگتا ہی تو رفتہ رفتہ اوس کے دل پر گناہ کا میل اور زنگ جمتا جاتا ہی۔ یہانتک کہ کثرت گناہ کیوجہ سے
تمام حصہ قلب کا زنگ آلود ہوتا اور پورا حصہ دل کا گناہ کی میل سی کالا ہو جاتا ہی۔ فرمایا رب العزت نے كَلَّا
بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ترجمہ ہرگز نہین۔ بلکہ زنگ پکڑ گیا ہی اونکے دلون پر
جو وہ کرتے تھے۔ پس ان تمام بیانات سی واضح ہوا کہ انسان کی اصل فساد اور خرابی کی جگہ انسان کے دل
مین ہی۔ حالانکہ مقصود باری تعالی کا یہ ہی کہ انسان جب اس دنیا کو چھوڑ کے خدا کے حضور مین حاضر ہو
تو جس طرح کا صاف ستھرا دل لیکے دنیا مین آیا تھا اوسی طرح کا صاف ستھرا لیکر خدا کے حضور مین جائے
ارشاد ہوتا ہے اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ یعنی۔ مگر جو شخص خدا کے حضور مین سلامت
اور صحیح دل لیکر آئے۔ وہ البتہ کامیاب ہی...... پس تمام انسان اور خدا کے بندونکو ضروری ہوا
کہ اگر خدانخواستہ اوسکا دل بنافرمانی اور گناہ کے میل سے زنگ آلود اور کالا ہوگیا ہی تو اوسکو سیطرح
سے صاف اور ستھرا بنا دے تاکہ خدا کے حضور مین نادم نہ ہونا پڑے۔ اوسکی صفائی اور اوسکی صیقل
کرنیکا طریقہ کیطرف مولانا اشارہ کرتے ہین کہ اے طالب اگر تیرا دل زنگ آلود ہوگیا ہی تو آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم سے ذرا سی محبت الٰہی کی چنگاری لو اور اوس آگ سی اپنے دل کی کتاب و تمام اوراق کو
پھونک دو جلا کر صاف کر ڈالو۔ اور اپنی جان و دل کو محبوب حقیقی ذات باری تعالی کی طرف لگاؤ۔
تفصیل یہ ہی کہ جناب باری عز اسمہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو سِرَاجًا مُّنِيْرًا
یعنی روشن کرنیوالے چراغ فرمایا ہی۔ آفتاب نہین فرمایا۔ ماہتاب نہ فرمایا حالانکہ آفتاب و ماہتاب

مین چراغ سے ہزارون درجہ روشنی زیادہ ہی اسکی وجہ یہی ہو کہ آفتاب ماہتاب گرچہ خود بہت روشن ہین مگران سے کوئی چیز روشن نہین کی جاسکتی نہ انکی روشنی متعدی ہوتی - بخلاف چراغ کے کہ گرچہ خود بہت دھیمی روشنی رکھتا ہی مگر اوس سے ہزارون لاکھون چراغ روشن کیے جاسکتے ہین - پس حالت یہ ہی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن چراغ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اپنی دل کو روشن فرمایا اور صحابہ کرام سے بزرگان دین اور اولیاے کرام برابر اپنے دل مین روشنی اور محبت الٰہی کی آگ سلسلہ بسلسلہ لیتے آئے اور اوسی طرح قیامت تک اس روشنی اور اس آگ سے مردان خدا اپنے دلون کو روشن کرتے رہین گے جسکی تاثیر یہ ہوتی ہی کہ گناہ کی میل سے جو دل کالا ہو گیا تھا جس طرح زنگ آلود لوہا آگ مین جلنے کی وجہ سے صاف ہو جاتا ہی یہ دل بھی اس آتش محبت الٰہی سے تمام گناہون کے میل سے صاف اور ستھرا ہو جاتا ہی - اور جسقدر اوس نور کو اور ترقی دیتا جائیگا اور جسقدر ذکر اور فکر سے کام لیتا جائیگا - دل کی صفائی - دل کا جلا بڑھتا جائیگا یہانتک کہ وہ دل اللہ رب العزت کا مقام اور عرش قرار پائیگا - فرمایا ہے لَا یَسَعُنِی اَرْضِی وَلَا سَمَائِی وَلٰکِن یَسَعُنِی قَلْبُ ابْنِ آدَمَ یَا لَلْعَجَب یعنی زمین اور آسمان مجھکو نہین سماتا ہی اور آدمی کا دل مجھے اٹھا لیتا ہے - بہت تعجب ہی سچ ہی دل گذرگاہ جلیل اکبر ست خوب کہا ہے ؎

خانہ خود اے صنم اندر دل ما کردہ ٭ بود ویرانہ وے عرش معلی کردہ

پرتو حسنت نگنجد در زمین و آسمان ٭ در حریم سینہ حیرانم کہ چون جا کردہ

ہمچون سبزہ بارہا روئیدہ ام

ہفتصد ہفتاد قالب دیدہ ام

فرمایا کہ اس شعر مین بعض لوگ اعتراض کرتے ہین کہ مسلمان لوگ کہتے ہین کہ انسان مرنے کے بعد پھر نیا جنم نہین پاتا حالانکہ اون کے ایک بڑے بزرگ پیشوا مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ خود اقرار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ گھاس اور سبزہ کی طرح مین بارہا اوگا ہون اور سات سو ستر قالب مین نے دیکھے ہین اس سے صاف ثابت ہوتا ہے

کہ وہ اواگون اور تناسخ ارواح کے قائل نہین - میرے خیال مین معترض نے مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے مقصد کو ذرا بھی نہ سمجھا - اور اون کے مطلب سے بہت دور پڑ گیا - ہر گز وہ تناسخ کے قائل نہ تھے نہ اون کے اس کلام سے تناسخ ثابت ہوتا ہی - مولانائے مرحوم کے کلام کے سمجھنے کے لئے دماغ کی ضرورت ہی -

معلوم کرنا چاہیے کہ جس طرح انسان کی حالت اوسکے بچپن کیوقت سے اوسکے بڑھاپے تک ہمیشہ بدلتی رہتی ہی - اوسکے ظاہری جسم اور بدنی حالات مین تبدل ہوتا رہتا ہی اوسکی علمی حالت مین تغیرات ہوتی رہتی ہین - اوسکی علمی کیفیات مین اختلاف ہوتا رہتا ہی - اسی طرح ذکر و تذکیر و تصفیہ و تذکیہ سے بھی انسان کی حالتون مین طرح طرح کی تبدیلیان ہوتی ہین اور ایک حالت سے دوسری حالت اور ایک کیف سے دوسرے کیف تک ترقیان ہوتی رہتی ہین - اور ہر ایک کیفیت اپنی شان الگ انداز جدا کیفیت نرالی رکھتی ہی - پس مولانا فرماتے ہین کہ مین نے اس منزل مین طرح طرح کی ترقیان دیکھی ہین اور ہر ایک بعد والی حالت کو قبل والی حالت سے نہایت اعلی و ارفع پایا ہے - بعد والی حالت کے اظہار سے قبل والی حالت نہایت ناقص اور کم درجہ کی حالت تھی - اسی کو دوسرے لفظون مین ادا کیا گیا ہے -

عاصیان از گناہ توبہ کنند ۞ عارفان از عبادت استغفار

یا کہا گیا ہے حسنات الابرار سئیات المقربین -

مولانا کے اس شعر کا مفہوم یہ کہا جائے کہ جس طرح سانپ کینچل چھوڑتا ہی تو ایک حیثیت سے اوسکو ایک نئی حالت حاصل ہو جاتی ہی اور یہ حالت اوسکے قبل کی حالت سے بالکل الگ ہوتی ہی - اور اوس کینچل کو دیکھئے تو وہ بھی ایک سانپ ہی معلوم ہوتا ہی ہان اندر مین البتہ خول ہے وہ اگر بھر دیا جائے تو پورا سانپ معلوم ہوگا - اسی طرح سے ہین نے سیکڑون وجود بدلے ہین اور ہر وجود نیا حال نئی کیفیت نیا جلوہ نئی شان رکھتا ہے - اور ہر نیا وجود اپنے قبل کے وجود کے اعتبار سے اعلی اور ارفع ہے -

تمت بالخیر

آداب المریدین

واضح باد کہ جو شخص شیخ طریقہ سے بیعت حاصل کرے وہ جملہ حقوق
حضرت شیخ کو ملحوظ رکھے اور اس راہ کو راہ راست تصور کرے ورنہ اسکے خلاف
مین نا حاصل ہے۔ کیونکہ راہ راست جاننے مین اپنی بھلائی ہی۔ چاہئیے کہ اپنے پیر
کے وجود شریف کو غنیمت جانے اور اپنے کو تمام و کمال پیر کے ساتھ فنا کردے۔
اور اپنی بھلائی کو اوسکی مرضیات سے جانے۔ غرض ہر طرح سے توجہ اپنے ہی پیر کی
طرف کردے۔ و بغیر حکم پیر کے نوافل و اذکار مین نہ مشغول ہو۔ مگر جب حکم پیر ہو۔ سوا
نماز فرض و سنت اور کوئی نماز پیر کے روبرو نہ پڑھے۔ حتی الامکان ایسی جگہ نہ کھڑا
ہووے جو پیر صاحب کے بدن و کپڑے پر اپنے جسم کا سایہ پڑے۔ اور اون کے
مصلی پر پاؤن نہ رکھے نہ اون کے طہارت کے ظروف سے طہارت کرے۔ اور
نہ سامنے مین کچھ کھائے نہ پیوے۔ نہ کسی سے بات کرے بلکہ کسی دوسری
طرف متوجہ نہووے۔ اور پیر کی غیبت مین جو جگہ پیر کی ہے اوسطرف پاؤن نہ
پھیلاوے۔ نہ اوس جگہ تھوکے اور جو منجانب پیر صادر ہووے۔ اوسکو
صواب جانے گرچہ ظاہر صواب بھی نہ نظر آوے۔ کیونکہ پیر جو کچھ کرتا ہی
الہام سے کرتا ہے اور ایسے موقع پر جائے اعتراض نہین ہے اگر احیانا
کسی الہام مین غلطی معلوم ہووے تو اوسمین اعتراض نہ کرے اور امور
کلی و جزوی مین اقتدا پیر کی کرے۔ سونے۔ بیٹھنے۔ کھانے۔ پینے۔ عبادت
بندگی مین پیر کے اطوار کا لحاظ رکھے۔ اور شرع و عمل کو اوس سے سیکھے
پیر کے حرکات و سکنات مین دخل نہ دے۔ اگرچہ وہ قابل دخل بھی ہو۔
کیونکہ دخل دینے مین سوائے بدنصیبی کے اور کوئی فائدہ نہین۔ اور بد نصیب
ترین جمیع خلایق وہ شخص ہے جو اس طائفہ علیہ کی عیب جوئی کرے جیساکہ
اس عبارت عربی سے ظاہر ہے نجانا اللہ سبحانہ عن ھذا البلاء

العظیم۔ اگرچہ طبیعت کو وسواس بھی ہو مگر پیر سے کوئی کرامت نہ طلب کرے کبھی نہ سُنا ہے کہ کوئی مسلمان اپنے نبی سے معجزہ طلب کیا ہے اگر احیاناً کسی قسم کا شبہہ ہووے تو اپنے مرشد سے دریافت کرے اگر حل نہووے تو اپنا قصور جانے۔ یا کسی قسم کا کوئی واقعہ پیش آوے تو اپنے پیر سے پوشیدہ نہ رکھے۔ جو کچھ مصیبت پیش آئے تو اوسکی تعبیر اپنے پیر سے طلب کرے۔ اور جو کچھ خود بخود منکشف ہووے وہ بھی عرض کرے۔ اور صواب و خطا اوسی سے ڈھونڈے اپنے کشوف پر اعتماد نہ کرے کیونکہ حق و باطل دونوں ممزوج ہیں۔ اور صواب خطا کے ساتھ مختلط۔ کبھی بے ضرورت و بے حکم پیر کے پیر سے جدا نہووے کیونکہ پیر کے سوا دوسرے کو خاطر میں لانا منافی الادب سے ہے اپنی آواز کو پیر کی آواز سے نہ بڑھاوے اور بھی زور زور سے بات نہ کرے کیونکہ یہ بھی سوئے ادب ہے اور جو کچھ فیض و فتوح پہونچے پیر کا ذریعہ تصور کرے۔ اگر واقعی دیکھنے میں آوے کہ یہ فیض دوسرے مشائخ سے پہونچا ہے تاہم اوسکو اپنے پیر کا جانے۔ حق سبحانہٗ تعالےٰ مزلت قوم سے محفوظ رکھے اور اپنے پیر کے اعتقاد و محبت پر قائم رکھے بحرمۃ سیدِ البشر علیہ وعلےٰ آلہ الصلوات والتسلیمات۔

خادم الفقرا مسکین علی حسن آروی غفرلہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجرۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حبیبیہ

فضل کر یا رب محمد مصطفے کیواسطے
فضل کے ہاتھو لسے مجھکو میوہ مقصد عطا

کھینچ اپنی راہ پر دل کو ہمارے اے خدا
دل میرا معمور ہو عشق نبی سے ای خدا

یا الٰہ العالمین تو درد دل کر دے عطا
کر تو روشن دلکو میرے فضل سے اپنے کریم

کر فنا تو ذات مین اپنی ہماری ذات کو
معرفت کے بحر مین تو غرق کر دے اے کریم

دلکو میرے درد ہو تیری طلب کا اے رحیم
حضرت بابا محمد اور سا امیر شہ کلال

مکر شیطان سے بچا مجھکو الٰہ العالمین
فضل سے اپنے تو کر دے پار بیڑا اے خدا

سینہ بریان چشم گریان کر عطا اے ذو الجلال
معرفت کا جوش ہو دل مین میرے پروردگار

ہر گھڑی ہر لحظہ ہو دلمین میرے پروردگار
دور کر رنج و بلا کو دل سے میرے کردگار

ہو لقا اب تیرا مجھکو التجا کر لے قبول
ماسوا تیرے نہو دلمین ہمارے کچھ خیال

سید کونین شاہ انبیا کیواسطے
اَلیس شہر صدیق اکبر با صفا کیواسطے

حضرت سلمان فارسی بے ریا کیواسطے
قاسم و جعفر امام اولیا کے واسطے

بایزید و بوالحسن پیر ہدیٰ کیواسطے
عارف حق بو علی قطب زمان کیواسطے

خواجہ یوسف عبد خالق غجدوان کیواسطے
خواجہ عارف شاہ دوران پیشوا کیواسطے

خواجہ محمود و علی رامیتنی کے واسطے
اور بہاؤ الدین امام اولیا کیواسطے

حضرت یعقوب چرخی با صفا کیواسطے
شہ عبید اللہ و زاہد پارسا کیواسطے

خواجہ درویش محمد امکنگی کے واسطے
حضرت باقی محمد پیشوا کیواسطے

شاہ معصوم و محمد باحیا کے واسطے
شہ زبیر قبلۂ عالم اتقیا کیواسطے

حضرت حبیب حسین اولیا کیواسطے
شہ جمال اللہ و عیسیٰ باوفا کیواسطے

کر نظر اپنے کرم کی اے کریم کارساز
کر خودی کو دور میری اے الٰہ العالمین
وصل اپنا دے مجھے اے پاک ربّ العالمین
کر دے تو دل میں میرے صورت تو میرے پیر کی
جو کہ ہیں قطب زمان و دستگیر بیکسان
عاقبت باخیر کیجیو فضل سے اپنے خدا
نور سے معمور کر دے اے خدا سینہ مرا
خاتمہ بالخیر کر اور مشکلیں آسان کر
بارگاہ ایزدی میں عرض کر تو خاکسار

شاہ فیض اللہ[۳۰] خاصان خدا کے واسطے
بابا جی نور محمد[۳۱] پر ضیا کے واسطے
قطب دوران نامدار[۳۲] رہنما کے واسطے
شاہ حبیب اللہ[۳۳] پیر رہنما کے واسطے
حجت و برہان تھے راہ ہدیٰ کے واسطے
جملہ پیران طریقت پیشوا کے واسطے
شہ علی حسن[۳۴] فقیر بے ریا کے واسطے
شہ نصیر الدین غریب بینوا کے واسطے
بخش دے سب کو شہید کربلا کے واسطے

تاریخ وفات	مزار شریف
۱ ۵ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ	مدینہ منورہ
۲ ۵ ۱۲ جمادی الاخری سنہ ۱۳ھ	روضہ آنحضرت
۳ ۵ ۱۰ رجب سنہ ۳۳ھ	مدائن
۴ ۵ ۲۴ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۰۷ھ	بقیع مقبرہ امام حسن رضہ
۵ ۵ ۱۵ رجب سنہ ۱۴۸ھ	بسطام
۶ ۵ ۱۴ شعبان سنہ ۲۶۱ھ	خرقان
۷ ۵ ۱۰ محرم سنہ ۴۲۵ھ	طوس
۸ ۵ ۱۴ ربیع الاول سنہ ۴۷۷ھ	
۹ ۵ ۲۰ رجب سنہ ۵۳۵ھ	مرو
۱۰ ۵ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۵۷۵ھ	عجدوان
۱۱ ۵ غرہ شوال سنہ ۷۱۵ھ	ریوگر
۱۲ ۵ ۱۷ ربیع الاول سنہ ۷۱۷ھ	وابکنی

تاریخ	مقام
۱۳ ۔ ۲۷ رمضان سنہ ۷۲۱ھ	خوارزم
۱۴ ۔ ۱۰ جمادی الاخری سنہ ۷۵۵ھ	قریہ شماسی
۱۵ ۔ ۸ جمادی الاخری سنہ ۷۷۲ھ	دیہ سوخار
۱۶ ۔ ۳ ربیع الاول سنہ ۷۹۱ھ	بخارا
۱۷ ۔ ۵ صفر سنہ ۸۵۱ھ	ہلغنون
۱۸ ۔ ۲۹ ربیع الاول سنہ ۸۹۵ھ	سمرقند
۱۹ ۔ غرہ ربیع الاول سنہ ۹۳۶ھ	وخش
۲۰ ۔ ۱۹ محرم سنہ ۹۷۰ھ	اسفرار
۲۱ ۔ ۲۲ شعبان سنہ ۱۰۰۸ھ	
۲۲ ۔ ۲۵ جمادی الاخری سنہ ۱۰۱۲ھ	دہلی
۲۳ ۔ ۲۸ صفر سنہ ۱۰۳۴ھ	سرہند

تاریخ	مقام
۲۴ ۔ ۹ ربیع الاول سنہ ۱۰۸۰ھ	سرہند
۲۵ ۔ ۱۹ محرم سنہ ۱۱۱۴ھ	سرہند
۲۶ ۔ ۱۰ ذیقعدہ سنہ ۱۱۵۲ھ	سرہند
۲۷ ۔ ۱۱ رجب سنہ ۱۱۸۱ھ	مدینہ منورہ
۲۸ ۔ ۴ صفر سنہ ۱۲۰۹ھ	رامپور
۲۹ ۔ ۷ ذی الحجہ سنہ ۱۲۲۰ھ	گندھ پور
۳۰ ۔ ۲۰ ربیع الاول سنہ ۱۲۴۵ھ	تیزی
۳۱ ۔ ۱۲ شعبان سنہ ۱۲۸۶ھ	چورہ
۳۲ ۔ ۷ جمادی الاول سنہ ۱۲۵۹ھ	نتھیال
۳۳ ۔ ۲۷ محرم سنہ ۱۳۱۱ھ قصبہ اترولی ضلع علیگڈھ	
۳۴ ۔ ۲۸ صفر سنہ ۱۳۳۶ھ	بانکی پور

شجرۂ ثانیہ

جام پر جام مئے حمد پلادے یارب
مست توحید و ثنا مجکو بنادی یارب

روح بلبل ہو مری وصف گل تر ہو ترا
چمن حمد میں مسکین کو بسادی یارب

حشر کے روز پئیے جو لب کوثر آکر
آتش عشق محمدؐ وہ لگادی یارب

تا دم مرگ نہو کذب سے آلودہ زبان
حب صدیقؓ کی مہر منہ پہ لگادی یارب

دولت الفت سلمانؓ بھی عنایت کر کے
فقر کا مجھکو سلیمان بنادی یارب

نام قاسمؒ کے غلاموں میں مرا بھی لکھکر
میری بگڑی ہوئی قسمت کو بنادی یارب

فیض برکت سے شہ جعفر صادقؓ کے ہمیں
سچا عاشق رخ احمد کا بنادی یارب

بایزید شہ بسطام کے صدقے میں مجھے
مکر مکار و شیاطین سے بچادی یارب

بوالحسن شاہ کے صدقے میں کرم سے اپنے
مجکو ایمان کے رستہ پہ لگادی یارب

برکت فیض علی[۸] فارمدی[۹] و یوسف
عبد خالق[۱۰] کی محبت کا چلے ایسی نسیم
خواجہ[۱۱] عارف کا فدائی بھی بنا کر مجکو
فیض سے حضرت محمود[۱۲] و علی[۱۳] کے مجکو
فیض شماسی[۱۴] میری سر پہ رہی سایہ فگن
از پئے خواجہ عارف باللہ امیر[۱۵]
نقشبند[۱۶] حضرت یعقوب[۱۷] و عبید[۱۸] و زاہد[۱۹]
پھر درویش[۲۰] و پئے خواجہ محمد[۲۱] درویش
پھر باقی[۲۲] و پئے شاہ مجدد[۲۳] ثانی
خواجہ معصوم[۲۴] کے صدقے میں میری عصمت کو
نقشبند ثانی[۲۵] کا وہ نقش محبت ہو عطا
از پئے خواجہ زبیر[۲۶] و پئے قطب الدین شاہ[۲۷]
از پئے خواجہ جمال[۲۸] و پئے خواجہ عیسے[۲۹]
فیض اللہ[۳۰] و پئے نور محمد[۳۱] درویش
تا ارشہ[۳۲] والا کے غلاموں میں میرا
ہیں جو مشہور زمانے میں حبیب اللہ شاہ[۳۳]
از پئے والد و ماجد شہ والا مسکین[۳۴]

ذریعہ بخشش کو نین بنا دی یا رب
غنچہ مقصد ارمان جو کھلا دی یا رب
معرفت میں میری آنکھوں کو بنا دی یا رب
محمد کے شوق میں دیوانہ بنا دی یا رب
ایسی قسمت میری اب بھی تو بنا دی یا رب
فکر سے دولت دنیا کی بچا دی یا رب
دل سے شیدا انہیں ولیوں کا بنا دی یا رب
فقر و فاقے کی مصیبت سے بچا دی یا رب
غیر کی جدت و بدعت سے بچا دی یا رب
زال دنیا کی لگاہوں سے بچا دی یا رب
غیر کا حب جو میری دل سے مٹا دی یا رب
آل و اصحاب کے رستے پہ لگا دی یا رب
جلوہ حسن رخ یار دکھا دی یا رب
فیض درویش سے درویش بنا دی یا رب
نام مسکین کی برکت سے لکھا دی یا رب
انکو حامی و مددگار بنا دے یا رب
عاشق اہل عبا مجکو بنا دی یا رب

طلبگار ہے یہ نصیر دل خستہ تجھ سے
عشق کی آگ سے تن من کو جلا دی یا رب

خادم الفقراء نقشبندی محمد نصیر الدین

اللھم اغفر ذنوبہ واستر عیوبہ